درسِ حدیث (۶) اسلامی مارشل قوانین (حصہ چہارم)

محمود الملة و الدّین شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' کے تحت ہونے والی مجلس ذکر کے بعد ہراتوار بعد نمازِ مغرب درس حدیث دیا کرتے تھے جن کی ریکارڈنگ جامعہ کے استاذ مفتی محمد فہیم صاحب کیا کرتے تھے، ان کی افادیت کے پیش نظر اِن دروس کو ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچانے کا اہتمام کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ حضرت کے اس فیض کو تاقیامت جاری ومقبول فرمائے، آمین (ادارہ)

کسی کو اَمان دینے کا اسلامی قانون

(۸ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ / ۹ فروری ۲۰۱۴ء)

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

✿ ✿ ✿

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

اسلام میں ایک مسئلہ ہے کسی کو اَمان یعنی پناہ دینے کا ! اس میں اسلام نے بہت فراخی سے بڑے کھلے دل سے کام لیا ہے، یہ بھی بین الاقوامی مسئلہ ہے، سرحدوں کا مسئلہ ہے کہ کسی مجاہد نے، کسی عورت نے، کسی غلام نے، کسی ذمی نے لڑائی کے دوران کسی دشمن کو اَمان دے دی، سب کے بارے میں تفصیل سے اس میں احکامات ہیں کہ کیا ان کا اَمان معتبر ہوگا ؟ ان کے اَمان دینے کے بعد وہ آگیا ان کے پاس تو کیا یہ اَمان معتبر ہے یا نہیں ؟ اور اس کو قتل کردیا جائے گا یا گرفتار کرلیا جائے گا ؟ اس بارے میں اسلام نے بہت اعلیٰ ظرفی اور برتری کا مظاہرہ کیا، اس کے ضمن میں بہت سے مسائل ہیں سارے تو بتانے مشکل ہوتے ہیں اس میں کہیں کہیں سے کچھ چیزیں بیان کریں گے ان شاء اللّٰہ !

آزاد عورت کی اَمان قبول کی جائے گی :

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آتا ہے انہوں نے فرمایا اِنْ کَانَتِ الْمَرْأَةُ لِتَاْجُرَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ فَیَجُوْزُ ذٰلِكَ اَیْ تُعْطِی الْاَمَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اگر عورت مسلمانوں پر کسی کو اَمان دے دے، کوئی عورت محاذِ جنگ پر ساتھ گئی ہوئی ہے اور وہ کسی مشرک کو کہہ دے یا جو دشمن اس کے گھر میں آکر چھپ گیا اور عورت کہے میں نے تمہیں اَمان دے دی تو کہتے ہیں کہ سارے مسلمانوں پر اس کی اَمان لازم ہو جائے گی !

اسی قسم کے ارشاد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھی ہیں وہ بھی یہی بات نقل فرماتی ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصول بتایا ہے ! حضرت عمرؓ تو مشہور ہیں کہ بڑے سخت ہیں لیکن یہ حال ہے کہ وہ فرما رہے ہیں کہ اگر کسی عورت نے کسی مشرک کو چھپا لیا بچا لیا یا یہ کہہ دیا میں نے اسے اَمان دی تو ہم سب عورت کی اَمان مانیں گے، ہماری فوج کا سردار جو ہے سالار اور سپاہی سب اس کی اَمان کا احترام کریں گے اور اس مشرک کو کچھ نہیں کہہ سکتے ! اسلام نے اس میں عورت کی بھی برتری دکھائی ! یہ جو کہتے ہیں اور جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ اسلام میں تو عورت کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے، بڑا مار کوٹ کے، دبا کر کچل کر رکھتے ہیں خواتین کے تو کوئی حقوق ہی نہیں ہیں، جانوروں کی طرح رکھتے ہیں، یہ سب جھوٹ ہے بالکل جھوٹ، سفید جھوٹ ! !

اسلام نے عورت کو عزت دی ہے :

اسلام نے بہت سی چیزوں میں عورت اور مرد برابر کیے ہیں، مساوات رکھی ہے، بلکہ کفار نے عورتوں کو کھلونا بنایا ہے، اسلام نے عورت کو عزت دی ہے کھلونا نہیں بنایا، انہوں نے اسے بے وقوف اور کھلونا بنا دیا، اشتہار کا ذریعہ بنایا، اپنی عیش وعشرت اور تفریح کا ذریعہ بنایا، ''آزادی'' کے نام پر اس کو بازاروں میں نچا دیا اور ننگا کر دیا ! نام آزادی کا ہے، اب وہ آزادانہ پھر رہی ہے ننگی پھر رہی ہے فیشن کر رہی ہے اور غنڈے بدمعاش لوفر لوگ اسے دیکھ دیکھ کر لذت حاصل کرتے ہیں خوش ہوتے ہیں

اور اپنا وقت گزارتے ہیں، یہ آزادی نہیں یہ تو بے حیائی ہے ! ''آزادی'' کے لفظ کے نام سے عورت بھی بیوقوف بن گئی اور اپنے آپ کو اس نے تماشا بنا دیا، ہر غنڈہ بدمعاش اسے دیکھ رہا ہے حالانکہ اسلام نے عورت کو عزت دی ہے، تو یہ تو قیمتی چیز ہے، قیمتی چیز کو سنبھال کر رکھا جاتا ہے بازاروں میں نہیں رولا جاتا ! لیکن کافروں نے تو عورت کو ذلیل کر دیا، اسلام نے عورت کو عزت دی اسے حقوق دیے اور اس کو بے شمار چیزوں میں مردوں کے مساوی کر دیا ! اس میں بھی آگیا کہ جیسے مرد کسی کو اَمان دے گا اگر عورت نے اَمان دی تو وہ بھی قبول کی جائے گی ! !

غلام کی اَمان قبول کی جائے گی یا نہیں ؟

اب غلام کا کیا حکم ہے ؟ اگر ہمارے مسلمانوں کے پاس غلام ہیں، اور غلام اپنے آقا کے ساتھ محاذ پر بھی چلے جاتے ہیں لڑنے کے لیے، بغیر لڑے خدمت کے لیے بھی چلے جاتے ہیں، کسی اور کام کے لیے بھی چلے جاتے ہیں لیکن ہے وہ مسلمان ! اور اگر اس مسلمان غلام نے کسی دشمن کو اَمان دے دی تو یہ مانی جائے گی یا نہیں ؟

تو فرماتے ہیں فَلَا اَمَانَ لَهٗ اس کی امان معتبر نہیں ہے ! اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ یُقَاتِلُ ہاں اگر یہ لڑائی میں شریک ہے یہ بھی لڑ رہا ہے تلوار لے کر نیزے لے کر یا تیر لے کر جیسے آج کل بندوق ہے راکٹ لانچر ہے کوئی اور ہتھیار جو آج کا ہے وہ لے کر شریک ہے تو اگر اس نے امان دی پھر تو معتبر ہے ! اور اگر یہ ویسے ہی ساتھ آیا ہوا ہے آقا کی خدمت کے لیے، اونٹوں کا جانوروں کا خیال رکھنے کے لیے، جیپ کا ٹرک کا خیال رکھنے کے لیے، مالک ساتھ لے آیا، خیمہ کھولنا ہے باندھنا ہے لگانا ہے اٹھانا ہے، یہ ان کاموں کے لیے ساتھ آیا ہوا ہے، پھر اس نے کسی کافر کو اَمان دی یہ نہیں مانی جائے گی، یہ اَمان معتبر نہیں ہے !

یہ تفصیل حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک اور قول ہے ! اور یہی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی دو روایتوں میں سے ایک روایت ہے ! اور دوسری روایت بھی امام ابو یوسفؒ سے

آتی ہے اور وہ امام محمدؒ کی بھی ہے کہ اَمَانُہٗ صَحِیْحٌ قَاتَلَ اَوْ لَمْ یُقَاتِلْ قتال کر رہا ہو یا نہ کر رہا ہو اس کی امان معتبر ہے ! تو معلوم ہوا کہ بعض ائمہ کی رائے ہے کہ اس کی اَمان بھی معتبر ہے ! !

مطلب یہ ہے کہ کوئی امام بھی تعصب کی وجہ سے یہ فیصلہ نہیں دے رہا، جو امام یہ کہتے ہیں امان نہیں ہے وہ بھی تعصب کی وجہ سے نہیں کہہ رہے بلکہ دلیل دے رہے ہیں ! اور جو امام یہ کہتے ہیں کہ مانی جائے گی وہ بھی دلیل دے رہے ہیں، دونوں دلیل دے رہے ہیں ! !

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ دلیل دیتے ہیں کہ وہ ہے تو مسلمان، چاہے غلام ہے لیکن مسلمان تو ہے لِاَنَّہٗ مُسْلِمٌ مِنْ اَھْلِ نُصْرَۃِ الدِّیْنِ بِمَا یَمْلِکُہٗ جو اس کے بس میں ہے اُتنی وہ دین کی نصرت کا اہل ہے مسلمان ہونے کی وجہ سے وہ دین کی مدد کا اہل ہے اس لیے وہ کہتے ہیں کہ اس کی اَمان معتبر ہوگی ! !

اَمان دین کی نصرت ہے :

اور یہ جو اَمان ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ امان خود دین کی نصرت ہے، اس میں بھی نصرت کے معنٰی پائے جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ﴾ سورۂ فتح میں ہے ہم نے آپ کو فتح مبین دی ہے اور یہ نازل ہوئی ہے صلح حدیبیہ میں اور صلح حدیبیہ میں یہی ہوا تھا کہ اَمان دے دی تھی، اس سے پہلے جو قافلے کافروں کے آتے جاتے تھے مسلمان ان پر حملہ کرتے تھے کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کو بہت تنگ کیا اور مدینہ منورہ تک پہنچ گئے تعاقب کرتے ہوئے حالانکہ وہ بیچارے گھر بار چھوڑ کے ہجرت کر کے مدینہ گئے، لڑنے تو نہیں گئے کہ جا کر وہاں اللہ کی عبادت کریں بس یہ مقصد تھا، وہاں جا کر نبی علیہ السلام نے عبادت کی صحابہ نے عبادت کھلے عام شروع کردی ! !

یہودیوں سے معاہدے :

نبی علیہ السلام نے یہودیوں سے مصالحت اور معاہدے کر لیے، لڑنے والا معاہدے تھوڑی کرتا ہے ! ! پھر دائیں بائیں مدینہ کی جو اور آبادیاں ہیں وہاں نبی عَلَیْہِ السَّلَامُ نے امن

کے معاہدے شروع کر دیے، بہت زبردست اس کی شقیں ہیں آٹھ دس شقوں کا معاہدہ ہوا کہ ہم اور تم ایک ہیں، ایک دوسرے پر حملہ نہیں کریں گے، تم پر جو حملہ کرے گا ہم پر حملہ تصور ہوگا ! اور جس سے تم معاہدہ کرلو گے اس سے ہمارا معاہدہ تصور ہوگا، ہم جس سے معاہدہ کریں گے تمہارا معاہدہ تصور ہوگا ! تو نبی علیہ السلام نے وہاں یہودیوں سے معاہدے کیے !

دہشت گرد، بدعہد اور بدعنوان کون ہیں ؟

جو امن والا ہوتا ہے وہ معاہدے کرتا ہے جو امن والا نہیں ہوتا وہ معاہدے نہیں کرتا ! انہوں نے وہاں سے بیٹھ کر دھمکیاں دیں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ والوں کو، نہیں تو نکال دیں گے، نہیں تو ہم آکر یوں کر دیں گے یوں کر دیں گے اور تمہیں بھی ہم یوں کریں گے، اوس اور خزرج کو بھی دھمکیاں دیں تو دہشت گرد اور غنڈے بدمعاش تو یہ کافر ہیں کہ جب مسلمان چلے گئے تو تم اب ان کے پیچھے کیوں جا رہے ہو ؟ پہلے ایک ایک کر کے نکالتے رہے اور نکل کے وہاں پہنچ گئے اور چار پانچ سو کلومیٹر کے فاصلے پر، اب تم وہاں کیوں جاتے ہو ؟ وہاں بھی بھیجنا شروع کر دیا لڑائیاں شروع کر دیں اور مخالفت شروع کر دی اور تعاقب میں آتے تھے تو جب یہ صورت تھی تو پھر مسلمان مجبور ہو کر ان کے قافلوں کو پکڑتے تھے ! تو اب یہ معاہدہ جب ہوگیا تو اس میں یہی تھا کہ اب نہیں پکڑیں گے امان دیں گے تم بھی کام کرو، ہم بھی کام کریں، تم بھی تجارت کرو ہم بھی تجارت کریں، ہم اسلام کا فروغ اور اس کی دعوت بھی دیں گے اس میں بھی آزاد ہو گئے نبی عَلَیْہِ السَّلَامْ لیکن اس معاہدے کو بھی خود انہوں نے توڑ دیا کچھ دنوں بعد، مشرکین نے توڑا، نبی عَلَیْہِ السَّلَامُ نے نہیں توڑا ! تو دہشت گرد، بدعہد اور بدعنوان کون ہیں ؟ کافر ہیں، مسلمان نہیں ہیں اسلام کا اس چیز سے کوئی تعلق نہیں !

تو کہتے ہیں کہ اَمان بھی نصرت ہے دین کی کیونکہ قرآن نے کہا ﴿ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ﴾ یہ صلح حدیبیہ کا موقع ہے اور اسے فتح مُبین کہا اس کو نصر اور مدد بھی کہا وَقَدْ سَمَّاہُ اللّٰہُ فَتْحًا مُّبِیْنًا وَ نَصْرًا عَزِیْزًا اس لیے امام محمدؒ کہتے ہیں کہ یہ بھی دین کی نصرت ہے تو اگرچہ وہ غلام ہے لیکن اہلِ نصرت

میں سے ہے اور اَمان بھی نصرت ہے دین کی وَالْاَمَانُ نُصْرَۃٌ بِالْقَوْلِ یہ قولی نصرت ہے، زبان سے، میں نے تمہیں امان دی، ایک ہاتھ سے مدد ہوتی ہے، ایک مال سے مدد ہوتی ہے، ایک جان سے مدد ہوتی ہے، ایک زبان سے مدد ہوتی ہے، یہ نصرتِ قولی ہوگئی، فرماتے ہیں کہ یہ اَمان معتبر ہے ! !

یہاں بین الاقوامی ضابطے پتہ چل رہے ہیں ! دوسرا ملک کا کافر اس ملک میں آیا ہوا ہے اَمان معتبر ہے، دیکھیے ائمہ کا ظرف کتنا عالی ہے !

ائمہ کرامؒ کی اعلیٰ ظرفی !

اب اس میں کوئی امام دوسرے امام کو برا نہیں کہہ رہا جیسے امام محمدؒ امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں یہ کہیں کہ امام صاحب تو کافروں کے معاملہ میں بڑے سخت ہیں، ایسا نہیں ہے، امام محمدؒ یہ نہیں کہہ رہے امام ابو حنیفہؒ کو ! اسی طرح امام ابو حنیفہؒ یا ان کے حامی امام محمدؒ یا امام ابو یوسفؒ کے اس قول کی وجہ سے اُنہیں یہ نہیں کہہ رہے کہ یہ تو ایسے ہی ہیں کچے مسلمان ہیں ان کا ایمان بھی کچا ہے، ایسے ہی ان کی حمایت کررہے ہیں یہ تو منافقین کے ساتھ ہیں، کوئی ایسی بات کبھی نہیں سنی گئی، بس دلیل سے بات کرتے ہیں ! جیسے باادب، تمیزدار اور مہذب قوموں کا طریقہ ہے، یہ تہذیب کی بہت زبردست مثال ہے، گفتگو ہورہی ہے دلیل دے رہے ہیں ! اور ہر ایک دوسرے کی دلیل کا احترام کرتا ہے، کہیں مذاق اڑایا امام ابو حنیفہؒ کی طرف سے کسی نے امام محمدؒ کی دلیل کا یا امام محمدؒ کی طرف سے امام ابو حنیفہؒ کی دلیل کا ؟ ؟ ہو ہی نہیں سکتا ! آج تک اس گئے گزرے دور میں نہیں ہوتا ! !

اساتذہ اور طلباء بھی مہذب ہیں :

کہیں آپ نے دیکھا کوئی طالب علم خدانخواستہ امام محمدؒ کو برا کہتا ہو ؟ تصور بھی نہیں کرسکتا ! کسی موقع پر امام ابو یوسفؒ کو برا کہہ رہا ہو مقابلے میں، کسی موقع پر امام ابو حنیفہؒ کو ؟ اتنا تو کہے گا کہ ان کی دلیل وزنی معلوم ہوتی ہے ان کی دلیل کے مقابلے میں اور دونوں کی دلیلوں کا احترام کرتے ہیں یہ تو کرسکتا ہے اس سے زیادہ کوئی بھی نہیں کرتا۔ یہ مزاج آج تک اس گئے گزرے دور میں طالب علموں

تک کا مزاج بن گیا ہے تو اس معاملے میں اتنے مہذب ہیں اساتذہ بھی اور طلبہ بھی !

امام محمدؒ کی دلیل :

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لِاَنَّہٗ مُسْلِمٌ مِنْ اَھْلِ نُصْرَۃِ الدِّیْنِ بِمَا یَمْلِکُہٗ ، وَالْاَمَانُ نُصْرَۃٌ بِالْقَوْلِ ، وَھُوَ مَمْلُوْکٌ لَہٗ ، بِخَلَافِ مُبَاشَرَۃِ الْقِتَالْ فَاِنَّہٗ نُصْرَۃُ الدِّیْنِ بِمَا لَا یَمْلِکُہٗ مِنْ نَفْسِہٖ وَ مَنَافِعِہٖ کیونکہ غلام مسلمان ہونے کی وجہ سے دین کی مدد کا اہل ہے، یہ دین کی زبانی نصرت ہے جتنا اس کے بس میں ہے،اور بخلاف قتال کے کیونکہ وہ اس کا اہل نہیں !

وَلِاَنَّہٗ بِالْاَمَانِ یَلْتَزِمُ حُرْمَۃَ التَّعَرُّضِ لَھُمْ فِیْ نُفُوْسِھِمْ وَ اَمْوَالِھِمْ اور دوسری بات یہ ہے کہ جب وہ امان دے گا تو التزام کرلے گا کہ ان کے مال سے تعارض حرام ہے ان کی جانوں میں بھی ان کے مالوں میں بھی ، اب نہیں چھیڑ سکتا ، اس کے مال کو جو اُس کے ساتھ مال ہے جیب میں ہے،اس کے پاس ہے اس میں بھی تصرف نہیں کرسکتا ! ثُمَّ یَتَعَدّٰی ذٰلِکَ اِلٰی غَیْرِہٖ پھر جب اس نے امان دے دی تو یہی حکم دوسروں کی طرف متعدی ہو جائے گا ! جب اس نے لازم کرلیا امان دے کر تو گویا اب اس کی عزت وحرمت اور اس کی جان و مال محفوظ ہے،اب یہی حکم متعدی ہو گیا اس کے باقی ساتھیوں کے لیے بھی، وہ بھی یہی کریں گے ! !

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَالْعَبْدُ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا کَالْحُرِّ کہ ان جیسے معاملات میں غلام آزاد کی مانند ہے، کیوں ؟ اس کی اصل اور اس کی دلیل کس پر قیاس کر رہے ہیں ؟ کہتے ہیں اَصْلُہُ الشَّھَادَۃُ عَلٰی رُؤْیَۃِ ھِلَالِ رَمَضَانَ اس کو ہم آزاد کی مانند سمجھیں گے جیسے رؤیت ہلال رمضان کا چاند ہوا اور اس میں مسلمان غلام گواہی دے تو اس کی گواہی معتبر ہوتی ہے یہ اس کی مانند ہو گیا ! ! تو یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہوئی !

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل :

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مَعْنَی النُّصْرَۃِ فِی الْاَمَانِ مَسْتُوْرٌ فَلَا یَتَبَیَّنُ ذٰلِکَ اِلَّا

لِمَنْ یَکُوْنُ مَالِکًا لِلْقِتَالِ کہ اگر وہ قتال نہیں کر رہا مباشر نہیں ہے تو اس کی امان معتبر نہیں ہوگی ! امام صاحبؒ فرماتے ہیں ٹھیک ہے نصرت ہے لیکن نصرت کے معنٰی تو دیکھیں کیا ہے ؟ نصرت کا مطلب کیا ہے ؟ کہتے ہیں اَمان میں نصرت کے معنٰی چھپے ہوئے ہیں واضح نظر نہیں آتے امان میں، خیر لیکن اَمان میں کیا ہے ؟ نصرت مستور ہے۔ اب یہ امان میں جو نصرت مستور ہے یہ کس کو نظر آئے گی چھپی ہوئی ؟ کہتے ہیں یہ نظر اس کو آئے گی جو لڑنے پر قدرت رکھتا ہو، جو قتال بھی کر رہا ہو وہ بہتر سمجھے گا جس طرح اس کا دماغ سوچے گا دوسرے کا جو قتال نہیں کر رہا اس کا نہیں سوچ سکتا، اس کی نظر گہری ہوگی اس کی سوچ بھی گہری ہوگی اس کی رائے بھی اور ہوگی بہ نسبت اس کے جو قتال ہی نہیں کر رہا، خیمہ اٹھانے کے لیے، لید صاف کرنے کے لیے، گھوڑے کو باندھنے کے لیے مالک کے ساتھ آیا ہوا ہے وہ اتنی باریکی سے نہیں جانتا معاملات کو، اتنی گہرائی سے مستور چیز تک اس کی نگاہ نہیں پہنچے گی، جو قتال کر رہا ہے اس کی پہنچے گی لہٰذا یہ جو نصرت مستور ہے اَمان میں یہ وہ دیکھ رہا ہے دوسرا نہیں دیکھ رہا لہٰذا جو قتال کرے گا اس کی اَمان معتبر ہے اور جو قتال نہیں کر رہا اس کی امان معتبر نہیں ! امام ابوحنیفہؒ یہ دلیل دے رہے ہیں ! !

امام ابوحنیفہ رحمة اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں وَالْعَبْدُ الْمَشْغُوْلُ بِخَدْمَةِ الْمَوْلٰی غَیْرَ مَالِکٍ لِلْقِتَالِ فَلَا تَظْهَرُ الْخَیْرِیَّةُ فِیْ اَمَانِهٖ اور جو غلام مولیٰ کی خدمت میں مشغول ہے جیسے پانی لاتا ہے، کھانا لاتا ہے، خیمہ اٹھاتا ہے، گھوڑا کبھی اِدھر باندھتا ہے، کبھی اُدھر باندھتا ہے، وغیرہ وغیرہ اس قسم کی خدمت میں مشغول ہے اور قتال نہیں کر رہا لہٰذا اسے قتال کے معاملات کا پتا ہی نہیں اس لیے اس کی اَمان معتبر نہیں ہے لہٰذا اس کی امان میں خیریت ظاہر نہیں ہو سکتی اس لیے امان اس کی ہم نہیں مانیں گے بڑی وزنی دلیلیں ہیں امام صاحبؒ کی ! !

بِخَلَافِ مَا اِذَا کَانَ مُقَاتِلاً بِاِذْنِ الْمَوْلٰی فَاِنَّهٗ یَظْهَرُ عِنْدَهُ الْخَیْرِیَّةُ فِی الْاَمَانِ بخلاف اس کے کہ جب مولیٰ کی اجازت سے جہاد میں شریک ہے قتال میں شریک ہے تو اب اس کی امان میں خیریت ظاہر ہوگی، کہیں سمجھے گا یہاں اَمان دینی مفید ہے، کہیں سمجھے گا یہاں مفید نہیں ہے اب فیصلہ

اور انداز میں کرے گا اس کی رائے اور اس کی اَمان معتبر ہوگی ! حَتّٰی یَتَمَکَّنَ مِنْ مُبَاشِرَةِ الْقِتَالِ فَیَکُوْنُ تَصَرُّفُهٗ وَاقِعًا عَلٰی وَجْهِ النَّظْرِ لِلْمُسْلِمِیْنَ اب اس کا تصرف واقع ہوگا اس طور پر جس میں مسلمانوں کا مفاد ہو، اب یہ اَمان دینا نہ دینا یہ مسلمانوں کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر دے گا لہٰذا اس کی اَمان معتبر ہے تو غلام کی اَمان تو امام صاحبؒ نے بھی مانی ! لیکن آپ دیکھیں کہ امام صاحبؒ تعصب کی وجہ سے نہیں کہہ رہے بلکہ دلیل دی ہے کہ یہ وجہ ہے ! اگر نفرت ہوتی اور تعصب کی وجہ ہوتی کہ نہیں یہ تو یوں ہے تو ہر حال میں کہتے کہ اس کی اَمان معتبر نہیں چاہے یہ قتال کرے چاہے یہ قتال نہ کرے ! ! لیکن قتال کی صورت میں فرما رہے ہیں اس کی اَمان معتبر ہوگی ! !

امام ابوحنیفہؒ کی وزنی اور گہری دلیل :

اور فرماتے ہیں کہ وَاِنَّمَا یَکُوْنُ بِالْاَمَانِ مُلْتَزِمًا لِلْکَفِّ عَنْ قِتَالِهِمْ اِذَا کَانَ مُتَمَکِّنًا مِّنَ الْقِتَالِ ، فَاَمَّا اِذَا لَمْ یَکُنْ مُتَمَکِّنًا مِّنْ ذٰلِكَ کَانَ مُلْزِمًا غَیْرَهٗ اِبْتِدَاءً لَا مُلْتَزِمًا ، وَلَیْسَ لِلْعَبْدِ هٰذِهِ الْوَلَایَةُ اور جب غلام قتال میں شامل ہو اور کسی کو امان دیتا ہے تو اس اَمان دینے کی وجہ سے پہلے خود قتل سے اپنے آپ کو روکتا ہے اور پھر دوسرے مسلمانوں کو بھی اسے قتل نہ کرنے سے روک رہا ہے ! اور جب غلام قتال میں شامل نہ ہو تو دوسرے مسلمانوں کو ابتداءً ہی قتل نہ کرنے کا پابند کر رہا ہے جبکہ غلام خود اس کا استحقاق نہیں رکھتا

ایک چیز پہلے اپنے لیے تو ثابت ہو تب ہی تو دوسرے کے لیے ثابت کریں گے ! آپ کو اگر کوئی کہے کہ اس کو کھانا کھلاؤ تو اس کے پاس کھانا ہوگا تو کھلائے گا جب ہوگا ہی نہیں تو کیا کھلائے گا ؟ بہت وزنی دلیل امام اعظم رحمة اللّٰه علیه کی ،فرماتے ہیں کہ امان کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ میں اس کو نہیں ماروں گا، جب میں اس کو نہیں ماروں گا تو میرے پاس جب یہ قدرت ہوگئی مارنے نہ مارنے کی تب یہ قدرت میری طرف سے دوسرے کی طرف منتقل ہوگی، جو آدمی قتال کر ہی نہیں رہا تو یہ تو بیچارہ پہلے ہی مارنے پر قادر نہیں ہے، اس کے پاس تو مارنے کی قدرت ہی نہیں ہے تو یہ مارنے کی قدرت جو اس کے پاس نہیں ہے یہ اس سے پھر دوسرے کو کیسے منتقل ہوگی ؟ متعدی تو تب ہوگی جب اس کے

پاس ہو، تو جو غلام مسلمان قتال کر رہا ہے لڑائی میں شریک ہے اس کے پاس تو قدرت ہے کہ وہ اس کو امان دے کر اپنے کو روک لے گا مارنے سے کہ میں نہیں مار رہا، اب یہ جو نہیں مار رہا یہ چونکہ اس کو قدرت تھی لہٰذا یہ قدرت اس کی آگے متعدی ہوگی، جب غلام قتال میں شریک ہی نہ ہو تو اسے قدرت حاصل ہی نہیں ہے تو وہ دوسرے کی طرف متعدی کیسے ہوگی ؟ یہ بھی امام اعظم رحمة الله عليه کی بہت وزنی اور گہری دلیل ہے کہ جو مسلمان غلام ہے لیکن لڑ ہی نہیں رہا مباشر نہیں ہے جب لڑ ہی نہیں رہا تو وہ یہ کہے کہ میں مارنے سے رک گیا، بھئی تم مارنے پر قادر ہی نہیں تھے تم مارنے سے رک کیسے گئے ؟ تمہارے پاس تو تھی ہی نہیں یہ قدرت، جو شریک ہے مولیٰ کی طرف سے اجازت ہے کہ تم لڑو، تو جس کے پاس مارنے کی قدرت ہے تو اس کا روکنا بھی سمجھ میں آیا، ایک آدمی کا ہاتھ ہی کٹا ہوا ہے گٹوں کے پاس سے، وہ کہے میں اسے مکا نہیں ماروں گا ! تو وہ تو مار ہی نہیں سکتا، ہے ہی نہیں مکا تیرے پاس، ہاتھ جس کے پاس ہوگا اور وہ کہے میں مکا ماروں گا یا نہیں ماروں گا تو اس کی بات صحیح ہے جس کا یہاں بازو ہی نہیں ہے وہ یہ کہے میں مکا ماروں گا یا نہیں ماروں گا، اس کی دونوں باتیں بیکار ہیں !!

میں نے کوشش کی ہے کہ یہ بات مثال سے واضح اور آسان ہو جائے، امام اعظم رحمة الله عليه کی بہت گہری نظر ہے علماء کہتے ہیں کہ ان کے دلائل جو ہوتے ہیں ان کے آگے پھر ٹھہرنا مشکل ہوتا ہے جب وہ دلائل دیتے ہیں !!

لہٰذا یہ اَمان دینا تب ہوگا جب اسے قتال پر خود قدرت ہو، جب اسے قتال پر خود ہی قدرت نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے شروع سے دوسروں کو لازم کر رہا ہے خود اپنے پر التزام نہیں کر رہا، بھئی جب تم ایک حکم خود اپنے اوپر لاگو نہیں کر سکتے تو تم میں یہ طاقت کیسے آگئی کہ تم دوسرے پر وہ حکم لاگو کرو یہ حضرت امام اعظم رحمة الله عليه کی دلیل ہے۔ اور غلام کے لیے یہ ولایت نہیں ہے کہ وہ خود جس چیز کا التزام نہیں کر سکتا وہ دوسروں کو نافذ کرتا پھرے، غلام یہ نہیں کر سکتا ؟ یہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمة الله عليه کی رائے مبارک اور دلیل مبارک، بہت وزنی دلیل ہے !

اس پر دونوں حضرات کے دلائل بھی سن لیے آپ نے ، بین الاقوامی مسئلہ تھا قرآن اور حدیث سے لیا اور اس پر دلائل بھی دیے !

باندی کا اَمان دینا :

اب کہتے ہیں کہ باندی کا کیا حکم ہے ؟ اگر باندی مولیٰ کے ساتھ بارڈر پر آئی ہوئی ہے لڑائی میں تو کہتے ہیں کہ وَالْاَمَةُ كَالْعَبْدِ فِیْ ذٰلِكَ باندی غلام کے حکم میں ہے گویا باندی جیسی چیز جو غلام ہے باندی ہے اس کو بھی اسلام وزن دے رہا ہے، تو جب باندی کا وزن ہے تو پھر آزاد عورتوں کا کتنا وزن ہوگا اسلام میں ؟ تو اس کا مطلب ہے وہ باندی غلام کی طرح ہے یعنی امام محمد رحمة اللّٰه عليه فرماتے ہیں کہ باندی اَمان دے سکتی ہے، اور امام اعظم رحمة اللّٰه عليه مشروط امان دینے کے قائل ہیں ! بس یہ فرق ہوا دونوں میں ! اسلام نے غلام کو بھی حق دیا اور باندی کو بھی حق دیا، اس کو بھی ایک وزن دیا ہوا ہے! اسلام میں عورت کا کتنا بڑا مرتبہ ہے یہ کفار تو جانتے ہی نہیں، کافروں کو کیا پتہ ؟

امام محمدؒ کی دلیل :

وَالْاَمَةُ كَالْعَبْدِ فِیْ ذٰلِكَ ، وَاسْتَدَلَّ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِیْهِ بِحَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اب دلیل کہاں گئی ؟ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے امام محمدؒ کہتے ہیں بھائی میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا میں اس میں حدیث پیش کر رہا ہوں حضرت ابن عمر رضی اللّٰه عنهما نے فرمایا اَمَانُ الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ وَالصَّبِیِّ جَائِزٌ عورت کا اور غلام کا اور بچے کا امان دینا جائز ہے !

اسلام بین الاقوامی مذہب ہے :

اسلام کا اتنا کھلا ظرف ہے کہ کافر چاہے یہودی ہے کبھی وہ عیسائی ہوگا کبھی سامنے مشرک ہوگا اگر اس کو بچے نے امان دے دی تو دوسرا کمانڈر جو ساتھ ہے وہ بھی پابند ہے اس اَمان کا ! ورنہ اس وقت تو لڑائی کا ماحول ہے دل چاہتا ہے خون کرے سب کا، لیکن اگر امان دے دی تو نہیں بس بس ختم اب وہ امان میں ہے ! یہ ہے اسلام، اتنا اونچا بین الاقوامی مذہب ہے اس لیے تو چھا گیا تھا، اب ہم

بد عملی میں پڑ گئے تو اسلام کو ہم خود ہی نہیں سمجھتے تو عمل کیسے کریں گے ؟ بہت فرق ہے مسلمانوں کی اکثریت کو تو پتہ ہی نہیں ، ہمارے حکمرانوں کو فوج کے جرنیلوں کو کچھ پتہ نہیں ، اسلام کی عظمت و برتری اس کی گہرائی اور ہر چیز میں اس کے احکامات ان سے واقف نہیں، یہ چیزیں ان کے خواب وگمان میں بھی نہیں آسکتیں کہ اسلام میں یہ کچھ ہے ! !

امام محمد رحمة اللّٰه علیه اپنی دلیل میں ایک دوسری حدیث پیش کرتے ہیں وَبِحَدِيْثِ الْفَضْلِ الرَّقَاشِيِّ رَحْمَةُ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ حَصَرْنَا اَهْلَ حِصْنٍ فَكَتَبَ عَبْدٌ اَمَانًا فِيْ سَهْمٍ ، ثُمَّ رَمٰى بِهٖ اِلَى الْعَدُوِّ فَكَتَبْنَا اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جگہ جہاد میں گئے وہاں ہم نے ایک قلعے کو گھیر لیا محاصرہ کرلیا قلعے کا، ان مسلمانوں کے ساتھ جو غلام تھا اس نے ایک تیر پر لکھ دیا کہ فَكَتَبَ عَبْدٌ اَمَانًا فِيْ سَهْمٍ میں نے تجھے امان دے دی، یہ لکھا اس نے ، آج کے دور میں کیا ہے ؟ میزائل پر لکھ دیا، گولی پر لکھ دیا، راکٹ پر لکھ کر فائر کر دیا اُس طرف راکٹ پھینک دیا، راکٹ تو پھٹ جاتا ہے کیا نظر آئے گا ؟ لیکن کچھ حصہ اس کا ایسا بھی ہوتا ہے جو نہیں پھٹتا، اس نے اس حصے پر لکھ دیا کہ میں نے تجھے امان دی ثُمَّ رَمٰى بِهٖ اِلَى الْعَدُوِّ پھر وہ تیر اس نے دشمن کی طرف مار دیا، ادھر جو دشمن ہیں ان کی طرف صفوں پر مارا، کہتے ہیں ایسا واقعہ ہوگیا ہمارے ہاں، ہمارے پاس غلام نے ایسی حرکت کی تو مسئلہ پیش آگیا کہ اس کا کیا حکم ہے ؟ وہ اس تیر کو لے کر آگیا جس کے پاس وہ تیر گیا اس کا جاننے والا ہوگا اس نے اس کے لیے ایسی ترکیب کی امان دینے کی کہ آواز تو دے نہیں سکتا دور ہے، وائرلیس سسٹم بھی اس وقت نہیں تھا وہ تو دور ہے تو اس نے تیر اس میں رکھ کر یا جیسے غلیل ہو کوئی بڑی طاقتور اس غلیل میں پرچہ ڈال کر پھینک دیا اس کی طرف کہ اطمینان سے رہو ! اس کافر نے سوچا کہ ہمیں شکست تو ہونے والی ہے یہ نقصان ہوگا تو چلو میری جان بچ جائے گی وہ قلعہ سے نکل کر باہر آگیا اب کیا کرو گے ؟ کس نے کی یہ حرکت ؟ غلام نے ، وہاں مارا نہیں انہوں نے پکڑ کر اسے، غلام جیسے کمینے تیری اوقات کیا ہے ؟ تو نے یہ حرکت کی مارو، کوٹو، مکا مارو، زخمی کر دو، بند کردو، نہیں، یہ تعلیم اسلام میں نہیں ہے ! !

جب یہ مسئلہ پیش آ گیا تو کہتے ہیں ہم نے عمر بن خطاب رضی اللّٰہ عنہ کو خط لکھا ، فوراً کمانڈر اِن چیف فیلڈ مارشل حضرت عمر بن خطاب رضی اللّٰہ عنہ جو ساری کمان کر رہے تھے ان کو خط لکھا فوراً ہنگامی اور تیز رفتار گھوڑے پر پھر جاتے ہیں خطوط ، ڈاک ہوتی ہے، لکھا کہ جناب اس کا کیا کریں ؟ یہ تو آ گیا ہمارے پاس ہے یہ امان معتبر ہے یا نہیں ؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا اِنَّهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّ اَمَانَهٗ جَائِزٌ وہ غلام مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہے اس کی اَمان جائز ہے ! مار کٹائی نہیں ہے اسلام میں، جہاں تک ہو سکے مارنے سے بچتا ہے جہاں لازمی ہو باز ہی نہ آئے مجبور کر دیں وہاں تلوار چلاتے ہیں، اسلام کو خون خرابے سے دلچسپی نہیں ہے، جہاں سرکش ہو جائے کفر حد سے بڑھے کسی طرح باز نہیں آ رہا تو ہر ایک مارتا ہے، اس میں کیا ہوا ؟ تو باپ بھی بیٹے کی پٹائی کرتا ہے گھر میں، ماں بھی بیٹی کی پٹائی کر دیتی ہے کبھی جب وہ تمیز سے نہیں رہتی بدتمیزی کرتی ہے تو ایسے ہی یہاں بھی ہے ! اسلام کو مارنے سے دلچسپی نہیں، ورنہ فرماتے اس غلام کو بھی پکڑ کر اُلٹا لٹکا دو اسے عبرت بنا دو اس کی بھی ایسی کی تیسی پھیر دو ! لیکن اسلام میں ایسا نہیں !

کفار کی ظلم و بربریت :

آپ کو پتہ ہے وسط افریقہ میں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے، جلا رہے ہیں، برما میں جو ہو رہا ہے وہی وہاں کر رہے ہیں عیسائی ، وہاں بدھ مت کر رہے ہیں، وسط افریقہ میں عیسائی کر رہے ہیں، مسلمانوں کو پکڑتے ہیں باندھ کر درخت کے نیچے آگ جلا دیتے ہیں جب گوشت اس کا بھونتا ہے تو اکھاڑ کر یوں لے کے کھا لیتے ہیں، اس طرح مسلمان کا گوشت کھا رہے ہیں یہ کافر، آج بھی کفر کا یہ حال ہے اور اس وقت بھی یہی تھا اس سے پہلے بھی یہی تھا اور آج کے بعد بھی یہی ہوگا ان کی فطرت یہی ہے، اسلام پر کیچڑ اُچھالتے ہوئے ان کو شرم نہیں آتی ، اسلام تو بڑا پاکیزہ ہے بڑا اعلیٰ ظرف ہے غلام کی امان کی یہ حیثیت ہے کہ حضرت عمرؓ خط میں لکھ رہے ہیں اِنَّهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّ اَمَانَهٗ جَائِزٌ یہ غلام مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہے اس کی اَمان جائز ہے اس سب کو ماننی پڑے گی ! امام محمدؒ

فرماتے ہیں وَاِنَّمَا عَلَّلَ لِصِحَّةِ اَمَانِهٖ بِكَوْنِهٖ مُسْلِمًا لَا بِكَوْنِهٖ مُقَاتِلًا یہاں پر حضرت عمرؒ نے جو عبارت لکھی اس میں یہ فرمایا کہ یہ مسلمان ہے اس کی اَمان کے صحیح ہونے کی علت ''اسلام'' کو قرار دیا، مقاتل ہونا قرار نہیں دیا ! مقاتل ہونا نہیں مسلم ہونا قرار دیا بس مسلمان ہے مقاتل ہے یا نہیں !

لیکن ابھی امام اعظمؒ کی دلیل آئے گی تو وہ سب پر چھا جائے گی ، جب دوسروں کی دلیل آپ پڑھیں گے تو آپ کو لگے گا کہ بڑی مضبوط دلیل ہے، جب آخر میں امام اعظمؒ کی دلیل پڑھیں گے تو پتہ چلے گا کہ یہ دلیل تو اس سے بھی مضبوط ہے وہ دوسری دلیل تو کچھ بھی نہیں ! ! رَحِمَهُمُ اللّٰهُ اللہ ان سب پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے ! !

امام محمدؒ تو اَمان کے لیے ایک شرط لگاتے ہیں کہ مقاتل ہے تو معتبر ہے اور وہ مقاتل نہیں ہے تو معتبر نہیں ہے، مسلم ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ مقاتل غیر مقاتل پر مدار تھا ان کے حکم کا، مسلم اور غیر مسلم پر نہیں تھا ! امام محمدؒ نے حکم کا مدار مسلم غیر مسلم پر کر دیا چاہے مقاتل ہو یا نہ ہو، مباشر ہو یا نہ ہو، بس مسلمان ہے تو یہ جائز ہے نہیں تو نہیں ! امام اعظمؒ نے فرمایا مقاتل ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں ! !

امام ابوحنیفہؒ کا جواب :

امام محمدؒ کی پہلی دلیل اَمَانُ الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ وَالصَّبِيِّ جَائِزٌ کے جواب میں امام صاحبؒ فرماتے ہیں وَتَأْوِيْلُ هٰذَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِی الْعَبْدِ الْمُقَاتِلِ اس میں امام محمد رَحِمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ کی تاویل وہی ہے جو عَبْدِ الْمُقَاتِلِ میں ہے

اور امام محمدؒ کی دوسری دلیل وَاِنَّمَا عَلَّلَ لِصِحَّةِ اَمَانِهٖ بِكَوْنِهٖ مُسْلِمًا لَا بِكَوْنِهٖ مُقَاتِلًا کے جواب میں امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں هٰذَا الْعَبْدُ كَانَ مُقَاتِلًا لِاَنَّ الرَّمْیَ بِالسَّهْمِ مِنْ عَمَلِ الْمُقَاتِلِيْنَ ، وہ تو مقاتل ہے کیونکہ تیر کو پھینکنا تو لڑنے والے کا کام ہے، جو غیر لڑنے والا ہے وہ تیر تھوڑی پھینکتا ہے اس نے جو تیر پھینکا تو اب وہ تیر گیا اور پھر ہی تو وہ آیا ہے ادھر، تیر پھینکتے وقت یہ مقاتل ہے اس لیے اس غلام کا اَمان دینا معتبر ہے وَ اَمَانُ الْمُقَاتِلِ اِنَّمَا يَصِحُّ عِنْدَهٗ لِكَوْنِهٖ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

اور مغازی میں لکھا ہے ذُکِرَ اَنَّہٗ کَتَبَ عَلٰی سَھْمِہٖ بِالْفَارْسِیَّۃِ : "مَترسید" یعنی ڈرو نہیں ! اس نے لکھ دیا تھا ! کیونکہ یہ جہاد عجم کی طرف ہو رہا ہوگا ایران کی طرف، اس میں جو غلام تھے وہ عجمی ہوتے تھے وہ تو خیر عرب کی طرف بھی پھر جاتے تھے عجمی غلام، بہرحال جو بھی تھا لیکن یہ جن سے لڑ رہے ہوں گے وہ جانتے ہوں گے فارسی تو معلوم ہوا یہی خطہ ہوگا اور غلام بھی وہی تھا اسے لکھ دیا "مَترسید" جب وہ تیر اُس کے پاس گیا تو وہ اُتر آیا ! اب کیا ہوگا ؟

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مقاتل ہے اس کو امان دینی پڑے گی اس کو بھی اور اس کو بھی سب کا معتبر ہوگا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ معتبر ہوگی، تو اتفاقی ہو گیا مسئلہ سب کا کہ اس کی اَمان معتبر ہے ! !

ذمی کا اَمان دینا معتبر نہیں :

اب نیا مسئلہ شروع ہو رہا ہے، اگر ذمی ہو، جو ہمارے بارڈر کے ساتھ ساتھ کافر رہ رہے ہیں ہمارے ملک کی رعیت بن کر ٹیکس دے کر رہتے ہیں وہ امان دے دیں کہ جی تمہیں امان ہے کہتے ہیں فَاَمَّا اَمَانُ الذِّمِّیِّ فَبَاطِلٌ یہ تو کافر ہے، مسلمان نہیں کافر ہے غلام بھی نہیں ہے کافر ہے آزاد ہے اس کی امان معتبر نہیں ہوگی باطل ہے وَاِنْ کَانَ یُقَاتِلُ مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ بِاَمْرِھِمْ اگرچہ یہ قتال کر رہا ہو مسلمانوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے کہنے پر کہ چلو لڑنے کے لیے کیونکہ ہمارے ملک میں رہ رہے ہو، لڑائی میں تو شرکت کرنی ہے دشمن ہم پر حملہ آور ہوا ہے تو بھی باطل ہے کیونکہ ظاہر ہے یہ ذمی اور کافر ہے لِاَنَّہٗ مَائِلٌ اِلَیْھِمْ لِلْمُوَافَقَۃِ فِی الْاِعْتِقَادِ اس کا اور اُن کا اعتقاد ایک ہے، یہ ان کی طرف مائل ہے، یہ مسلمانوں کا ہمدرد نہیں ہے، حقیقی ہمدردی اس کے دل میں ان کی ہے، تو یہ جو اَمان دے گا اس میں مسلمانوں کا مفاد پیشِ نظر نہیں ہوگا فَالظَّاھِرُ اَنَّہٗ لَا یَقْصِدُ بِالْاَمَانِ النَّظَرَ لِلْمُسْلِمِیْنَ مسلمانوں کا مفاد اس کے پیشِ نظر نہیں ہے بس اپنا مفاد پیشِ نظر ہے کہ میرا ہندو بھائی ہے میرا سکھ بھائی ہے میرا یہودی بھائی ہے میرا فلاں بھائی ہے اس وجہ سے اَمان دی ہے اس نے ورنہ مسلمانوں کے مفاد کے لیے نہیں دی اس میں خدشہ اس چیز کا ہے، اس لیے اس کی امان معتبر نہیں ہے ورنہ ان جیسوں کی امان بھی

معتبر مان لو تو پھر تو اللہ ہی حافظ ہے پھر تو سارے آتے جائیں گے اس طرح پھر تو آپ کام کیا حکومت ہی نہیں چلا سکیں گے جاسوس گھس آئیں گے اور مصیبت آجائے گی لہٰذا اصول تو بنانا پڑے گا ! !

ثُمَّ هُوَ لَيْسَ مِنْ اَهْلِ نُصْرَةِ الدِّيْنِ وہ دین کی نصرت کا اہل بھی نہیں ہے، کہتے ہیں پھر کیوں لڑ رہے تھے ؟ کہتے ہیں وَالْاِسْتِعَانَةُ بِهِمْ فِی الْقِتَالِ عِنْدَ الْحَاجَةِ بِمَنْزِلَةِ الْاِسْتِعَانَةِ بِالْكِلَابِ یہ تو ان کے ذریعے ضرورت کے وقت قتال میں استعانت ہے کہ ہمارے آدمی یا ہمارے فوجی کم ہیں اور یہ ملک میں رہ رہا ہے اسی ملک میں کھاتا پیتا ہے، ملک اس کی جان و مال کا محافظ ہے، ساری فوج پولیس اس کی حفاظت کر رہی ہے تو اس کے لیے اسے لڑنا ضروری ہے، تو لڑنا ہے تو یہ تو استعانت ہے اس سے ہم مدد لے رہے ہیں ضرورت کے وقت، جیسے بعض دفعہ لڑائی میں کتوں سے مدد لی جاتی ہے ! !

تو فرماتے ہیں کہ یہ جو مدد لی گئی ہے اس سے محاذِ جنگ پر یہ ایسے ہے جیسے کتوں سے بھی مدد لی جاتی ہے، شکاری کتے لڑاکا کتے اور پہرے کے کتے، چوکیوں کے گرد خیموں کے گرد کتے لائیں گے رات کو پہرا دیں تاکہ کیونکہ کتا بڑا اچھا پہرہ دار ہے !

ہم نے یہاں اپنے مدرسہ میں حفاظتی کتے رکھے نہیں بلکہ قدرتی ہمارے مددگار بنے ہوئے ہیں، رات کو جو ہمارے جامعہ کے چوکیدار ساتھی پہرہ دیتے ہیں یہ کتے ان کی بڑی مدد کرتے ہیں کیونکہ اللہ نے اس کو ایسا رکھا ہے کہ رات کو دیکھتا ہے انسان نہیں دیکھ سکتا ہے، یہ اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا ہے پھر اس کی سونگھنے کی حس تیز ہے، حالات خراب ہیں اس لیے سب نے مشورے سے کتوں کا بھی کہا کہ بھائی کتے بھی رکھ لو کیونکہ اسلام اجازت دیتا ہے، مجبوری اور ضرورت کے وقت کتے پالنے کی اجازت ہے، شکار پر رکھنے کی اجازت ہے، مال مویشی کی حفاظت کے لیے کتے رکھنے کی اجازت ہے، اسی طرح چور ڈاکو سے حفاظت کے لیے کتے کی اجازت ہے، زمین کی حفاظت کے لیے کتے کی اجازت ہے تو اس میں اجازت ہے اس میں گناہ نہیں ہوتا ! تو ہم نے اس لیے سوچا کہ اتنا بڑا رقبہ ہے اس میں رات کو نظر رکھنا بڑا مشکل ہے حالات خراب ہیں تو پھر کتا رکھا ہوا ہے بڑے اچھے مددگار ہیں، باقی اصل اللہ کی حفاظت ہے اللہ ہر قسم کی حفاظت فرمائے ! !

بچے کی اَمان معتبر ہے یا نہیں ؟

امام محمدؒ اَمان دینے سے متعلق سارے قوانین بتلا رہے ہیں، آیا بچے کی اَمان معتبر ہے یا نہیں ؟ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فَاَمَّا اَمَانَ الْغُلَامِ الَّذِیْ رَاھَقَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَوْ کَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ فَعَقَلَ الْاِسْلَامَ وَ وَصَفَہٗ ، فَغَیْرُ جَائِزٍ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ قَوْلِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ مسلمانوں میں سے ہو، بلوغ کے قریب ہو، بڑا بچہ ہو سمجھدار، بالغ نہ ہو لیکن مُرَاھِقْ ہو، یا کافروں میں سے ہے لیکن اسلام کو سمجھتا ہو جانتا ہو، اس کی کچھ نہ کچھ تشریح کر سکتا ہو کہ اسلام کیا ہے ؟ ایسا بچہ، مسلمانوں کا یا کافروں کا جو بھی ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسے بچہ کی اَمان جائز نہیں ہے، بچہ ہے بہرحال ہے بچہ ناسمجھ ہے، اس کی امان بھی مان لیں تو مسائل پیدا ہو جائیں گے، کفر پھر ان چیزوں سے فائدہ اٹھائے گا کہ ان کے مذہب میں اس کی امان بھی معتبر ہوتی ہے تو کفر کہے گا کسی خطرناک آدمی سے کہ تم ایسے موقع پر وہاں چلے جانا اور یوں صورت کر لینا اور وہاں بچہ تمہیں امان دے گا اس طرح تم کر لینا، بہت سارے طریقے ہیں تو اس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اس سوراخ کو بند کر رہے ہیں لیکن وَفِیْ قَوْلِ مُحَمَّدٍ رَحِمَہُ اللّٰہ جَائِزٌ [1] امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے ! !

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

محمود الملّۃ و الدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں نور اللہ مرقدہٗ

کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین و دروس جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے اور سنے جا سکتے ہیں

http://www.jamiamadniajadeed.org

[1] شرح کتاب السیر الکبیر باب امان الحر المسلم و الصبی و المراۃ و الذمی ج ١ ص ١٧٧ - ١٧٩ طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان